



## سوال

(68) عامی اور غیر عامی پر جو درجہ اجتہاد کو نہیں پہنچا ہے الخ

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ عامی اور غیر عامی پر جو درجہ اجتہاد کو نہیں پہنچا ہے۔ ایک مذہب کی تقلید کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اور جس پر تقلید واجب ہے اگر وہ ایک مذہب معین کی تقلید نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟ اور اس کے ساتھ کھانا پینا اور شادی کی رسم جاری رکھنا درست ہے یا نہیں؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام على رسول اللہ، أما بعد!

ماہران شریعت غرار پر مخفی نہیں کہ جو شخص مومن باللہ والیوم الآخر اور تصدیق - ما جاء به النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ضروریات الدین وغیرہا من الفروع الشرعية خالصاً نبی ﷺ نے جو ضروریات دین بتلائی ہیں اور شریعت کے فروع بتلائے ہیں ان کی تصدیق کرتا ہو۔ رکھتا ہو۔ اور ہر صورت سے پابند شرع ہو یعنی حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتا ہو پس بے شک وہ شخص مسلمان متقی اور اس آیت کریمہ کا مصداق ہے۔ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَتُؤْمِرُوا بِقَبْلِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالسَّائِلِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالنُّوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَاءِ وَحِينَ النَّبَأِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۱۷۷ ... أُولَئِكَ عَلَىٰ بَهْدٍ مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۵

وغیرہا من الآیات القرآنیة وعن ابن عباس بن عبد المطلب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الايمان من رضی اللہ باللہ والیوم الآخر وبالاسلام دیناً وبعہد رسولہ وراہ مسلم

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی صلواتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تحفت بہ واللہ فی ذمۃ رواہ البخاری کذا فی المشکوٰۃ

فی الجملہ جو شخص موصوف بصفات دین اسلام اور احکام شرع پر بطریق اہل سنت کار بند ہو۔ وہ اگرچہ ایک مذہب معین کا مقلد نہ ہو خواہ عامی ہو یا غیر عامیکہ درجہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو سو وہ شخص مذکورہ خاصہ مسلمان اور شریعت محمدیہ کا قبیح ہے از روئے شرع شریف اس کی مسلمانی میں کسی طرح کا عیب و نقصان متصور نہیں ہو سکتا۔ بہر حال وہ شخص بمقتضائے اس آیت کریمہ۔ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِنَّا نَكْتُمُ فِي الدِّينِ

کے برادر دینی ہے گو مذہب معین کا التزام نہ رکھتا ہو پھر جو کوئی اس کو برکے۔ اور شادی غمی میں اس سے نفرت و عداوت کرے۔ اور نہ ملے وہ فاسق و مخالف کتاب و سنت اور بتدرع متعصب اغلظ ہے۔ ایسے متعصب بدعتی اغلظ سے ملنا ترک کرے۔ کیونکہ برضا و رغبت بتدرع سے ملنا ہدم اسلام کا موجب ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث مشکوٰۃ وغیرہ میں وارد ہے کیونکہ تقلید شخصی اور التزام مذہب معین پر شارع کا حکم اور خطاب صادر نہیں ہوا پس جس عقیدہ پر خدا اور رسول ﷺ کا حکم ناطق نہ ہو۔ وہ عقیدہ اور عمل مردود اور قبیح ہوتا



ہے۔ قال اللہ **وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ وَيَنَافِقْ يَلْقَئْ مِنْهُ** وقال اللہ تعالیٰ **نَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنَ سُلْطَانٍ إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ** وليس لغیر اللہ حکم واجب القبول والامر واجب الالتزام بل الحکم والامر والتکلیف لیس الا للہ انتہی مافی التفسیر الکبیر والنیسابوری

1- اگر وہ توبہ کریں اور نماز کی پابندی کریں۔ اور زکوٰۃ ادا کریں۔ تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ 2- اللہ فرماتے ہیں جو اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا۔ تو اسے قطعاً قبول نہ کیا جائے گا۔ 3- اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی دلیل نہیں تاراری حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور سارے اہل اصول حکم کے معنی شرعاً اس طرح پر لکھتے ہیں۔

الحکم 2 خطاب اللہ تعالیٰ المستعمل بفضل المكلف اقتضاء ای طلباً و ہوا طلب الفہم حتماً وغیرہ او طلب الترتیب کذا لک ابو تخیر ای باختیار کذا فی مسلم الثمبوت فی علم الاصول قالوا ان ثبت الطلب الجازم القطعی لفعل غیر کف فافترض او القتل کف فاحرام وان ثبت الطلب لفعل غیر کف بدلیل ظنی فیہ شبهة قالوا واجب او کف فخرابۃ التحريم وان لم یکن الطلب جازماً بل راجحاً فاما ان یكون لفعل غیر کف کاندب او کف فخرابۃ التمزیه وان لم یکن الطلب اصلاً بل یكون تخیراً بین الفعل وعدراً فاباحت کذا فی شرح المسلم وغیرہا من کتب الاصول

اللہ کے سوا کسی کا حکم واجب القبول اور کسی کا امر واجب الالتزام نہیں ہے۔ بلکہ حکم اور امر اور کسی کو مکلف بنانے کا حق صرف اللہ کا ہے۔ تفسیر کبیر اور پیشاپوری کا اقتباس ختم ہوا۔

2- حکم کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا خطاب جو کسی مکلف کے متعلق ہو اگر قطعی دلیل سے حتمی طور پر کرنے کا حکم ہو تو وہ واجب ہے اور اگر ظنی دلیل سے حتمی طور پر روکا جائے تو وہ مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر کسی کا کارنا ضروری نہ قرار دیا جائے بلکہ بہتر سمجھا جائے تو وہ مندوب ہے۔ اور اگر روکا جائے تو وہ کراہت تنزیہی ہے۔ اگر کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا جائے۔ تو اس کا نام اباحت ہے۔ شرح مسلم وغیرہ کتب اصول میں ایسا ہی لکھا ہے۔

3- اس لئے کہ اباحت یعنی اس کا ذکر کرنا یا نہ کرنا برابر ہوا یک شرعی حکم ہے۔ کیونکہ احکام سے ہے۔ اور حکم شریعت کی ہی ایک شاخ ہے تو معلوم ہوا کہ حکم اباحت شرعی ہے۔ اس لئے کہ اباحت شرعی کا خطاب ہے۔ اور خطاب حکم شرعی ہے۔ یعنی اباحت شریعت کا تخیری حکم ہے مسلم الثبوت میں ایسا ہی ہے۔

اور جب تقلید شخصی خطاب شرع اور تکلیفات شرعیہ میں داخل نہ ہوئی نہ اقتضاء نہ تخیر پس بدعت مذمومہ ہے۔

كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من عمل عملاً ليس عليه امرنا فهو رد كما رواها البخاري في صحيحه

اسی نظر سے فاضل جلیل علامہ بنیل محمد اسماعیل، والغفران نے تقلید شخصی والتزام مذہب معین کو بدعات حقیقہ میں شمار کیا ہے۔ وملا علی قاری سم القوارض و شرح عین العلم میں اور عبد العظیم ملا ابن فروخ کی قول سدید میں لکھتے ہیں۔

علم ان اللہ لم یكلف احداً من عباده ان یكون خفياً او مالکياً او شافعیاً او حنبلیاً بل اوجب علیهم الایمان بما بعث به محمد صلی اللہ علیہ وسلم والعمل بشریعتہ انتہی مافی القول السدید مختصراً

ف۔ اور اس عاجز نے اگرچہ ایک صورت تقلید شخصی کی معیار الحق میں بہ سبیل تنزل مباح میں درج کی تھی۔ لیکن عند التفتیح الحقیق مباح میں بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ مباح خطاب شارع میں داخل ہے۔ اور تقلید شخصی خطاب شارح سے خارج ہے۔

كما لا يخفى على الماهر المستظن المنصف وفي تفسير الكبير المستند الثاني للاكثرون من المفسرين قالوا ليس المراد من الابواب انهم اعتمدوا فيهم انهم الهة العالم بل المراد انهم اطاعوهم في اوامرهم ونواهيهم فقلعن عدي بن حاتم كان نصرانيا فانتى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم هو يقر سورة براءة فوصل الى هذه الآية فقلت لسا نعبدهم فقال ليس يحرمون ما احل الله فحرمونه ويحلون ما حرم الله فحرمونه



1- آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی ہمارے دین میں نیا کام جاری کرے جو اس کا جزو نہ ہو وہ کام مردود ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر کوئی ایسا کام کرے جس پر ہمارا حکم نہیں ہے۔ تو وہ مردود ہے۔ 2- جان لو اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی بنے۔ کیونکہ ان کے لئے آپ ﷺ کے احکام پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ 3- تفسیر کبیر میں ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ اہل کتاب کے اپنے مولیوں اور پیروں کو رب بنانے کا یہ مطلب نہیں ہے۔ اکثر وہ ان کو عقیدہ خدا سمجھتے تھے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ اوامرِ نواہی میں ان کی اطاعت کرتے تھے۔ عدی بن حاتم سے روایت ہے۔ یہ پہلے عیسائی تھے۔ وہ آپ ﷺ کے پاس جب پہنچے۔ تو آپ ﷺ اس وقت سورۃ برائت کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم تو ان کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جب کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دیتے تھے۔ تو تم اس کو حلال یا حرام نہیں سمجھتے تھے۔ میں نے عرض کیا ہاں تو فرمایا کہ یہی ان کی عبادت تھی۔ ربیع کہتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے سوال کیا کہ بنی اسرائیل ان کو خدا کیسے بناتے تھے۔ تو آپ نے کہا کہ وہ کتاب اللہ کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اور ان کے اقوال قبول کر لیا کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب خاتمہ الحقیقین والجنیدین فرماتے ہیں۔ میں نے فقہائے مقلدین کی ایک جماعت اس طرح کی دیکھی ہے۔ کہ میں نے بعض مسائل میں ان کو قرآن پاک کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ جو ان کے مذہب کے خلاف تھیں۔ تو انھوں نے ان آیات کو تو قبول نہ کیا اور نہ ہی ان کی طرف توجہ ہی کی اور حیران و پریشان دیکھتے رہے مطلب یہ کہ ہمارے مجتہدین کے اقوال اگر ان کے برخلاف ہوں۔ تو ان ظاہری آیات پر عمل کیسے کر سکتے ہیں۔ اگر کچھ ہی طرح غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا۔ یہ بیماری اکثر اہل دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ شیطان کی پیروی کرنے والے کو تو صرف فاسق کہا جاتا ہے۔ اور مولویوں اور پیروں کی اطاعت کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے کفر کا فتویٰ کیوں لگا دیا۔ تو اس جواب یہ ہے کہ فاسق اگر شیطان کی اطاعت کرتا ہے۔ لیکن اس کو دل سے برا جاتا ہے۔ اس پر لعنت کرتا ہے۔ اور اس کو ذلیل سمجھتا ہے۔ اور یہ لوگ مولیوں اور پیروں کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو یہ ان کی تعظیم کرتے ہیں اور ان کو حق پر سمجھتے ہیں۔ سوان دونوں میں یہ فرق ہے۔ نمبر 1- شاہ عبدالعزیز تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں۔۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔ کے تحت لکھتے ہیں۔ کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ حکم الہی کی پیروی کرو۔ اور آباؤ اجداد اور شیطان کی پیروی چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں کہ ہم خدا کے حکم کی اطاعت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم میں اتنی قابلیت ہی نہیں ہے کہ ہم خدا کے حکم کو سمجھ سکیں۔ اور پھر ہمیں یہ یقین بھی کیونکہ آسکتا ہے۔ کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ خداوندی کا حکم ہے۔ تو اسی رسم و رواج کی پیروی کریں گے۔ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ جو وہ کھاتے تھے ہم کھائیں گے۔ جس کو وہ حرام جانتے تھے ہم حرام جانیں گے۔ کیونکہ ہمارے باپ دادا ہم سے زیادہ عقل مند تھے۔ اگر اس میں وہ کوئی خرابی دیکھتے تو ضرور اس کو چھوڑ دیتے۔ اور اب اگر ہم ان کو رسم و رواج کی خلاف ورزی کر کے کھائیں پیئیں گے تو تمام آدمی ہم کو طعنہ دیں گے۔ اور خصوصاً برادری ہم سے ناراض ہو کر ہم کو برادری سے خارج کر دیں گے۔ ہم سے تعلقات منقطع کر دیں گے۔ بلکل اسی طرح بند و بچی اپنے رسم و رواج کو نہیں چھوڑے اور بعض جاہل مسلمان رسوم باطلہ کے ترک کرنے میں یا بوجہ کا دوسرا نکاح کرنے میں بالکل یہی عزم پیش کرتے ہیں۔ ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آپ ﷺ نے یہودیوں سے کلام شروع کیا۔ اور ان کو اسلام کی خوبیاں اس طرح سمجھائیں۔ اور اسلام قبول نہ کرنے کے بارے میں ان کو ایسا لاجواب کیا کہ کوئی عزرا باقی نہ رہ گیا۔ بالاخر رافع بن خراج اور مالک بن عوف نے کہا کہ آپ کے دین کی حقانیت تو مسلم ہے۔ لیکن ہم اپنے باپ دادا کی پیروی کریں گے۔ کیونکہ وہ ہم میں سے بہتر بھی تھے۔ اور عام بھی زیادہ تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

جو تھی بات یہ ہے کہ اس آیت میں تقلید کے ابطال کی طرف اشارہ ہے۔ دو طریق سے پہلی وجہ یہ ہے کہ مقلد سے پوچھنا چاہیے کہ جس کی تو تقلید کرتا ہے۔ وہ تیرے نزدیک حق پر ہے یا نہیں۔ اگر تو اس کے حق پر ہونے کو نہیں جانتا اور اس پر غلطی پر ہونے کے احتمال کو بھی سمجھتا ہے۔ تو اس کی تقلید کیوں کرتا ہے۔ اگر اس کا حق پر ہونا جانتا ہے تو کیونکہ جانتا ہے۔ اگر کسی اور کے کہنے پر تجھے اعتبار آ گیا ہے تو پھر اس کا حق پر ہونا جانتا ہے یا نہیں؟ اس طرح تسلسل اور دور لازم آئے گا۔ اور اگر عقل سے اس کا حق پر ہونا سمجھتا ہے۔ تو اس عقل کو حق کی معرفت میں کیوں نہیں کرتا۔ کیوں تقلید کی زلت گوارا کرتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ جس کی تو تقلید کرتا ہے۔ اس نے بھی اس مسئلے کو تقلید سے معلوم کیا ہے۔ یا دلیل سے اگر اس نے بھی اس مسئلے کو تقلید ہی سے معلوم کیا ہے۔ تو پھر تو اور وہ برابر ہو گئے۔ وہ تجھ سے بہتر کیوں کر ہوا۔ اور اگر اس نے اسے دلیل سے معلوم کیا ہے۔ تو اس کی صحیح تقلید تو یہ ہے۔ تو بھی اسے دلیل سے معلوم کرو نہ تو اس کا مخالفت ہوگا نہ کہ مقلد اور جب تو نے اسے تقلید سے معلوم کر لیا۔ تو تقلید ختم ہو گئی۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ دوسرا مسئلہ آیت کے معنی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ خداوند تعالیٰ کی واضح دلیلوں کی پیروی کرو تو انھوں نے جوابا کہا کہ ہم اس کی پیروی کریں گے۔ ہم تو اپنے باپ دادا کی پیروی کریں گے۔ گویا انہوں نے دلیل کا مقابلہ تقلید سے کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جواب دیا۔ اگرچہ ان کا باپ بے سمجھ اور گمراہ ہی ہوں۔ تب بھی انھیں کی پیروی کریں گے۔ اور اس میں بہت مسائل ہیں۔ دوسرا مسئلہ اس جواب کی کئی طریق سے تقریر کا ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ مقلد سے پوچھنا چاہیے۔ کیا تو یہ اقرار کرتا ہے کہ کسی انسان



کی تقلید کرنے کے لئے اس کے حق پر ہونے کا علم بھی ضروری ہے۔ یا نہیں۔ اگر وہ اقرار کرے کہ ان کے حق پر ہونے کا علم ضروری ہے۔ تو اس سے پوچھا جائے کہ تم کو اس کا حق پر ہونا کیسے معلوم ہوا اگر کسی دوسرے کی تقلید سے ہوا ہے۔ تو تسلسل اور دو لازم آئے گا۔ اور اگر تو نے عقل سے معلوم کر لیا ہے۔ تو یہ عقل دلیل تلاش کرنے کے لئے کافی ہے۔ تقلید کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر مقلد کے حق پر ہونے کا علم ضروری نہیں سمجھتا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تو نے اس کے باطل ہونے کا باوجود اس کی تقلید کر لی۔ اس وقت تم کو یہ معلوم نہ ہوگا۔ کہ تم حق پر ہو یا باطل پر دوسری وجہ یہ ہے کہ فرض کرو جس کی تم تقلید کرتے ہو۔ اگر اس کو اس مسئلہ کا علم نہ ہوتا وہ خود ہی دنیا میں پیدا نہ ہوتا تو تم کیا کرتے یقیناً تم کو کسی اور کی طرف نگاہ اٹھانا پڑتی۔ سو اب بھی ایسا ہی کیوں نہیں کر لیتے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جس پہلے آدمی کی تم تقلید کر رہے ہو اس نے اس مسئلہ کو کیسے معلوم کیا اگر کسی اور کی تقلید سے معلوم کر لیا ہے۔ تو دو لازم آئے گی۔ تو معلوم ہو گیا۔ اور اگر اس نے دلیل سے معلوم کیا ہے۔ تو اس کی تقلید تو یہ ہے کہ تم بھی دلیل سے اس کو معلوم کرو۔ ورنہ مخالفت لازم آئے گی۔ تو معلوم ہو گیا کہ تقلید سے کوئی بات کہنا تقلید کی نفی کی طرف لے جاتا ہے۔ پس تقلید باطل ٹھہری۔ تفسیر کبیر کا مضمون ختم ہوا۔

یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی کہ جب ان کو دلائل کے اتباع کی دعوت دی گئی۔ تو وہ تقلید آباد کی طرف جھک گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت یہودی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی۔ ان کو حضور ﷺ نے اسلام کی دعوت دی۔ تو وہ کہنے لگے ہمارے باپ دادا ہم سے بہتر تھے۔ زیادہ عالم تھے۔ ہم ان کی پیروی کریں گے۔ (ابو السعود)

ان نافرمان مقلدوں کے بہنیں طریقہ و شعار پر صد افسوس ہے کہ آئمہ مجتہدین کے اقوال پر بھی کار بند نہیں ہوتے بلکہ بمنقضانے مضمون آیت کریمہ **فی کل وادعیہم** یعنی وادی جہالت میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اور تابعدار ان تبعان خدا و رسول کو بزعم فاسد خود سب و شتم و زد و کوب کرتے ہیں۔ اور لامذہب اور بددین کہتے ہیں۔ پس ان کے یہ تمام آثار و شعار بہ سبب ہوائے نفسانی و موجب عدم تہد بر قرآن و حدیث و اقوال سلف صالحین و متاخرین محققین کے خلاف ہیں۔ اور اقوال بلادلیل پر نازاں و فرحان ہیں۔ مسلم الثبوت میں مذکور ہے۔

### عن امتنا لا یحل لاحد ان ینفی بقولنا ما لم یعلم ان ینکنا انتہی ویکذانی سم القوارض للملا علی قاری الہروی

و اسامی کتب اہل اصول مذہب حنفی وغیرہ کے عدم وجوب تقلید شخصی میں یہ ہیں۔ باب ثامن عشر قضا و فتاویٰ عالم گیری و فتح القدر و تحریر الاصول الایمان و تقریر شرح تحریر صاحب عنایہ و تجریر شرح تحریر امیر الحاج و شرح تحریر سید بادشاہ شرح منہاج علامہ قاسم و مسلم الثبوت محب اللہ البہاری و مختصر الاصول ابن حاجب و عضدی شرح مختصر الاصول و شرح تحریر و مسلم مولانا نظام الدین و بحر العلوم مولوی عبدالعلی و عقد الفزید شرنبلالی و طحاوی و رد المحتار و طولح الانوار حواشی در مختار مستحکم و عقد الجید و حجۃ اللہ البانہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و سوالات عشرہ شاہ عبدالعزیز و قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا رسالہ عمل بالحدیث و کتاب فارسی جو گویا ترجمہ الثبوت ہے۔ تنویر العینین و ایضاح الحق مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی جیسا کہ واقفان و مواولان کتب مذکورہ پر مخفی نہیں ہے۔ اس صورت میں مقلدین ہوا پرستان پر واجب ہے۔ کہ بنظر انصاف و تہد بر تمام کتب مذکورہ کو ملاحظہ فرما کر افراط۔ تفریط سے باز آویں۔ تارضائے مولا پادین۔

اندکے باتو بگھنتم و بدل ترسیدم کہ دل آرزو وہ شوی ورنہ سخن بسیار است

واضح ہو کہ جاہل ناواقف پر بمنقضانے۔۔۔ قرآن۔۔۔

مسائل کا پوچھنا اور سیکھنا شرعاً فرض واجب ہے۔ یعنی ہر جاہل لاعلمی کے وقت کسی عالم اہل الزکر سے خواہ وہ عالم افضل ہو۔ خواہ وہ فاضل خواہ مفضول ہو۔ کیونکہ اہل الزکر عند التحقیق عام ہے۔ مسئلہ دریافت کر لیا کرے۔ خواہ اہل عالم اہل زکر سے پوچھ لے۔ یاد دوسے۔ فی الجملہ جس سے تسلی اور دل جمعی ہو پھر جب ایک سے یاد دوسے مثلاً دریافت کر لیا عمدہ تکلیف سے باہر ہو گیا۔ اس پر شرعاً مواخذہ نہ رہا اور اسی پر قطعاً اجماع ہو چکا۔ جان لینا چاہیے کہ ہر اس آدمی کے لئے جو درجہ نظر و استدلال تک نہیں پہنچا ہے سارے مجتہد اور علمائے کالمین اہل زکر ہیں۔ جن سے مسئلہ پوچھنے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جب کوئی مقلد کسی عالم کے قول پر عمل کرے گا تو اس نے اپنی تحقیق کر لی القول السدید وغیرہ سے ایسا ہی معلوم ہوا ہے۔

مسئلہ۔ افضل اور علم کے ہوتے ہوئے بھی مفضول کی تقلید اکثر اہل علم کے نزدیک جائز ہے۔ ہاں امام احمد اور کچھ دوسرے علماء اس کے قائل نہیں ہیں ان کے نزدیک زیادہ صحیح کی تلاش ضروری ہے۔ فی الواقع یہ رسالہ مسمیٰ بر ثبوت الحق التحقیق واسطے حق کے کافی ہے۔ اور واسطے ہدایت کے وافی ہے۔



1- ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اولاً اللہ تعالیٰ نے اہل ذکر میں عموم رکھا ہے۔ اور صحابہ کے زمانے میں یہ فیصلہ ہو گیا کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول صحابہ بھی فتویٰ دیا کرتے تھے۔ تو گویا اس طرح اجتماع ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر صحابہ کا اجتماع ہوتا تو ہمارے مخالفین کی بات راجح ہوتی مسلم الثبوت کا مضمون ختم ہوا۔ سو جو عموم اہل ذکر کا انکار کرے۔ اس پر افسوس اللہ ہمیں حق دکھا۔ آمین

الراقم - سید محمد زبیر حسین - سید شریف حسین - سید احمد حسن - الہی بخش شہاب الدین - حررہ محمد عبدالرؤف مہدانوی عظیم آبادی - محمد عبدالعزیز عظیم آبادی -

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 11 ص 213-225

محدث فتویٰ